فلسفۂ حیات

عالی جناب نواب بہادر یار جنگ بہادر جاگیردار

یاایہا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۝ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون ۝

تمام مخلوقات عالم میں انسان کا اشرف و اعلیٰ ہونا مسلم ہے۔ قرآن حکیم نے اس کو خلیفۃ اللہ کہا اور اللہ جل شانہٗ نے اس کی تخلیق کے بعد اپنی اعلیٰ ترین مخلوق فرشتوں اور جنوں سے اس کو سجدہ کرایا۔ اس کی تعظیم سے انکار کرنے والا بارگاہ رب العزت سے مقہور و مردود ٹھہرتا ہے اور زمین کی ساری طاقتیں اس کے سپرد کی جاتی ہیں۔ اعتبار و قویٰ جسمانی کے اعتبار سے دیکھئے تو آدمی دوسرے حیوانوں سے کچھ زیادہ ممتاز نہیں معلوم ہوتا۔ اس سے زیادہ تیز آنکھیں بلیوں کی ہوتی ہیں۔ کتا اس سے بڑھ کر سونگھنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس سے زیادہ مضبوط ہاتھ شیر کے ہیں۔ اس سے زیادہ سبک رفتار پاؤں گھوڑے اور ہرن کو ملے ہیں۔ اس سے زیادہ توانا جسم ہاتھی اور گینڈے کا ہے۔ لیکن پھر بھی ہم دیکھتے ہیں اور روزانہ دیکھتے ہیں کہ وہی ساری کائنات کا منجانب اللہ حاکم اور متصرف نظر آتا ہے۔ بلی اور کتے اس کی بدلی ہوئی نگاہ کو دیکھ کر ڈرتے ہیں۔ ہاتھی اور گھوڑے اس کی سواری پر فخر کرتے ہیں۔ شیر اور گینڈے اس کے اشاروں پر ناچتے ہیں اور اب اس کی بادشاہت وسیع تر ہوتی جارہی ہے۔ بھاپ۔ بجلی۔ ہوا۔ ریڈیم ایتھر ان میں سے ہر ایک اس کے لئے برسر کار ہیں۔ اور نہ معلوم آئندہ اس کی کونسی کونسی نئی طاقتوں کا ظہور ہوگا اور دنیا محو حیرت رہ جائے گی۔

دوستو! غور کرو کہ کیا یہ سب اس عقل کرشمہ ساز کی جلوہ نمائیاں نہیں ہیں جو انسان کو دی گئی۔ جس کے ذریعہ سے وہ معلوم سے مجہول کو پہچانتا ہے۔ برے اور بھلے میں تمیز کرتا ہے۔ تعامل کو تجربہ اور تجربہ کو ایک مستقل فن بنا دیتا ہے۔ قوانین قدرت کا پتہ چلاتا ہے اور ان سے اپنی مفید مطلب باتیں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ عقل اور صرف عقل ہی تو ہے جس نے اس کو قانون، حکومت، عدالت، اور خدا کے نزدیک مکلف بنایا۔ ایک مجنون اور ایک صاحب فہم و فراست میں کیا فرق ہے کیا ایک مجنون کو آنکھ ناک کان ہاتھ پاؤں نہیں ہوتے کیا وہ بولتا چلتا پھرتا کھاتا پیتا نہیں ہے۔ پھر آپ اس کو کیوں اپنی سوسائٹی

اور محلہ اور شہر کے لئے ایک مصیبت تصور کرتے ہیں۔ کیوں اس کے قریب نہیں جاتے۔ کیوں اس کو انسانوں سے دور پاگل خانہ کی آہنی دیواروں کے اندر بند رکھتے ہیں۔ کیوں اس کی رسوائی قابل معافی اس کی گالیاں قابل درگذر اس کی بغاوت ناقابل تعزیر اور اس کا قتل ناقابل قصاص ہے صرف اس لئے کہ وہ عقل نہیں رکھتا۔ دیکھتا ہے سنتا ہے مگر سمجھتا نہیں اور اگر سمجھتا بھی ہے تو بھلے برے میں تمیز نہیں کرسکتا۔ اس کی عقل سے معذوری اس کو انسانیت کے عام درجہ سے گرادیتی ہے۔ اور وہ انسان ہونے کے باوجود انسان نہیں سمجھا جاتا۔ ہر محفل میں ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے بڑے اس سے بچتے اور بچے اس کو کسی عجیب جانور کی طرح تماشا بناتے ہیں۔ دولت وحکومت دنیا میں انسان کے لئے باعث عزت وتوقیر ہیں لیکن ایک دولت مند چاہے وہ قارون کے خزانوں کا مالک کیوں نہ ہو اور ایک حاکم چاہے وہ شہنشاہ ہفت اقلیم ہی کیوں نہ ہو حقیقی عزت وتوقیر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا جب تک کہ وہ دولت عقل وشعور سے بہرہ اندوز نہ ہو۔ آپ نے غور کیا کہ عقل ہی نے انسان کو تاج انسانیت پہنا کر تخت شرف اعلیٰ پر بٹھایا تھا اور اب عقل اور صرف عقل کا فقدان اس کو انسان ہونے کے باوجود انسانیت سے خارج کرکے قعر ذلت کی گہرائیوں میں ڈال دیتا ہے تو کیا آپ کو ان سمجھ دار عقلمند اور صاحب فہم وفکر انسانوں پر رحم نہ آئے گا جو جانتے بوجھتے نشہ آور چیزوں کا استعمال کرکے اپنے آپ کو عقل وفہم سے محروم کرلیتے اور دنیا کی نگاہوں میں تماشا بن جاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب نے نشہ اور مسکر کی مذمت کی اور ایسی چیزوں کو ناجائز قرار دیا جو ہماری عقل وشعور پر موثر ہوکر ہمارے حواس کو متاثر کرتی ہوں۔ عقلا نے اس کو ام الخبائث کہا کیونکہ عقل ہی برائی اور بھلائی میں تمیز کا ذریعہ ہے اور جب وہی باقی نہیں رہتی تو پھر برائی برائی نہیں رہتی اور انسان صرف ایک مسکر ومسکر چیز کے استعمال کے بعد بہت سی برائیوں کا مرتکب ہوجاتا ہے۔ آپ نے بچپن میں ایک قصہ پڑھا ہوگا کہ کسی صحرا میں ایک فاحشہ رہتی تھی اور شیطان کی آلہ کار تھی اس کا کام ہی یہ تھا کہ لوگوں کو راہ راست سے بھٹکا سکے۔ ایک تشنہ لب مسافر صحرا نوردی سے تھک کر اس کے دروازے پر پہنچتا ہے۔ زبان تشنگی سے سوکھ گئی ہے اور اس کی چھاگل کا پانی ختم ہوچکا ہے۔ پانی کے چند قطرے اس وقت اس کی زندگی کی بہترین تمنا ہے۔ لیکن اس کے سامنے ان پانی کے چند قطروں کے لئے چار شرطیں پیش کی جاتی ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو قبول کرے تو پانی پیئے۔ اس فاحشہ کے ایک پابہ زنجیر دشمن کا قتل، لحم خنزیر کا ناشتہ، اس فاحشہ سے بدکاری یا شراب کا ایک جام۔ مسافر مذہبی اور نیک آدمی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو بہت بڑا گناہ سمجھتا ہے۔ لیکن اپنی جان بچانا بھی اس پر فرض ہے اس نے موخرالذکر کو سب سے کم گناہ سمجھ کر استعمال کیا شراب کا پینا تھا کہ اس سے نیکی وبدی کی تمیز اٹھ گئی نفس امارہ نے زور کیا نفس لوامہ کی آواز مدہم پڑگئی۔ فاحشہ کے تیر نگاہ نے گھائل کردیا اور جب اس لے اس سے تمنائے وصل کی تو قتل رقیب پر آمادہ ہونا پڑا اور محبوب نے اپنے ہاتھ سے لقمہ دیا تو لحم خنزیر کو بھی نوش جان کرنا پڑا۔ قتل بے شک گناہ تھا لحم خنزیر بے شک حرام تھا۔ بدکاری بیشک ناقابل معافی جرم تھا لیکن ان میں سے کسی کی برائی باعث ازدیاد گناہ نہیں تھی۔ لیکن شراب جس کو اس نے کوئی اہمیت نہ دی ان کبائر کی طرف لے جانے اور انسان کو شرف انسانیت سے محروم کرنے والی ثابت ہوئی۔

کیا تم روزانہ نہیں دیکھتے کہ شرابی اپنے جیب سے مال دیتا ہے اور اپنے لئے نشہ اور بے عقلی خریدتا ہے۔ بیوی بچوں کو بھوکا مارتا۔ اپنے آپ کو قرض کی مصیبتوں میں گرفتار کرتا اور محلہ اور شہر والوں کے لئے آفت بن جاتا ہے۔ باعتبار صحت جسمانی اطبا متفق ہیں کہ شراب کا استعمال اعضاء رئیسہ کو کمزور قلب و جگر کو ماؤف اور دماغ کو بے کار کردیتا ہے۔ جنگ عظیم نے عملاً ثابت کردیا کہ وہ سپاہی جو شراب کے کثرت سے عادی رہے ہوں میدان میں اچھے سپاہی نہیں ثابت ہو سکتے۔ وہ ممالک جن کو ہم یہاں ہندوستان میں بیٹھے سب سے زیادہ عیاش اور شراب خوار تصور کر رہے ہیں ترک شراب کی ضرورت کو سب سے زیادہ محسوس کر رہے ہیں۔ امریکہ کے باشندوں کی اس کوشش کو کون نہیں جانتا کہ انھوں نے تو چاہا تھا کہ امریکہ میں شراب کی ساخت و درآمد بالکل موقوف کردی جائے۔ انگلستان میں حکومت کی اعانت وامداد کے ساتھ ترک مسکرات کی انجمنیں کام کر رہی ہیں اور ان کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترک مسکرات کا ایک عام جذبہ وہاں کے باشندوں میں پیدا کر دیا ہے۔ یورپ ہی کے بعض ممالک میں شرابی کو فوجی خدمت پر رکھا ہی نہیں جاتا۔ اور اب اس مسئلہ نے اتنی اہمیت اختیار کرلی ہے کہ مجلس اقوام (League of Nations) نے اس کو اپنے لائحہ عمل میں شامل کرلیا اور دنیا کی ساٹھ قوموں کے نمائندے اس وقت ترک مسکرات کی تجاویز پر غور کر رہے ہیں۔ مسٹر لائیڈ جارج سابق وزیر اعظم انگلستان نے شراب فروشوں اور ان کی اشتہار بازی پر اعتراض کیا ہے کہ حکومت ان کو قانوناً بند کردے۔ آپ کے ملک یعنی ہندوستان کی قومی جدوجہد کی تاریخ پر غور کیجئے۔ ہندوستان کی نشست ثانیہ کے طلب گاروں نے محسوس کرلیا کہ جب تک قوم بنت العنب کے عشق کو دور نہ کیا جائے ہندوستان صحیح آزادی اور ترقی سے بہرہ نہیں پا سکتا۔

کیسے ممکن تھا کہ وقت کی اتنی اہم ضرورت کی طرف ہماری حکومت اور خصوصاً ہمارے رعایا پرور بادشاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ توجہ نہ فرمائے۔ آج سے نہیں گذشتہ کئی سال سے اس کی طرف توجہ کی گئی۔ ترک مسکرات یا کمی استعمال کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ مسکرات کو گراں اور اس کے حصول کو مشکل بنا دیا جائے۔ اس کے لئے مختلف اور متعدد صورتیں اختیار کی گئیں۔ دکانوں پر لائسنس لگایا گیا۔ قیمت خرید کو بڑھایا گیا۔ درآمد کو کم کیا گیا۔ اور اب مدر اس سسٹم کے تحت دکانوں کو گھٹا کر ایک اور قدم اٹھایا جا رہا ہے۔ لیکن ساری صورتیں سلبی تھیں اس کی شدید ضرورت تھی کہ کوئی ایجابی صورت بھی اختیار کی جائے یعنی مسکرات کے استعمال کرنے والوں کو راست مخاطب کیا جائے۔ ان کے سامنے مسکرات کی برائیاں پیش کی جائیں۔ ان وجوہ و اسباب پر غور کیا جائے جن سے ان بری عادتوں کی ابتدا ہوئی ہے اور ان کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے۔ گویا رعایا سے سرکار عالی میں ایک ایسی ذہنیت کی تخلیق کی جائے جو ان کے اندر منشیات سے اجتناب کا ایک قوی اور پرجوش جذبہ پیدا کردے اور رفتہ رفتہ ان کو اس سے باز رکھے۔ اس کے لئے ایک مرکزی انجمن ترک مسکرات کی بنیاد رکھی گئی جس کے صدر نواب مرزا یار جنگ بہادر صدر المہام ہیں اور جس کے ارکان راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی صاحب دیوان بہادر آرمروا ایگار صاحب۔ مسٹر سی سی پال ڈپٹی چیف انجینیر ریور نڈ ایف سی سیاکٹ ویسلین مشن سکندرآباد اور بہادر یار جنگ ہیں۔

اور حکومت سرکار عالی نے اس انجمن کو اجرائے کار کے لئے سنہ ۱۳۴۵ف میں پانچہزار کی امداد دی اور سنہ ۱۳۴۶ف میں توقع ہے کہ یہ رقم دوگنی ہوجائے اس کا دفتر عابد شاپ کے روبرو کتب خانہ آصفیہ کی قدیم عمارت میں ہے اور انجمن نے اپنا کام شروع کردیا ہے۔

آج کا جلسہ انجمن کی انہی مساعی کے سلسلہ میں آپ کی امداد و تعاون عمل حاصل کرنے کے لئے منعقد کیا گیا ہے اس سے قبل کہ آپ سے امداد کی خواہش کروں یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ انجمن نے اپنے کام کے لئے کیا طریقے اختیار کئے ہیں۔

انجمن کے پیش نظر اس وقت دو جماعتیں ایک ان لوگوں کی جماعت جو اس برائی کے عادی ہوگئے ہیں اور جن سے اب خبائث کو ترک کروانا ہے۔ دوسرے وہ جو ابھی اس میں مبتلا نہیں ہوئے اور اندیشہ ہے عنقریب ہوجائیں گے اول الذکر کے لئے انجمن کا نظام العمل یہ ہے کہ مختلف قسم کے لٹریچر کی تقسیم کی جائے۔ جلسوں کا انعقاد اور سینما کی لکچرز اور ڈراموں وغیرہ کے ذریعہ ان کے ذہن و فکر میں نشیات کی طرف سے تنفر پیدا کرے اور اس عادت کو ان سے چھڑانے کی کوشش کرے اس کے لئے انتظامات کئے جارہے ہیں۔ عنقریب آپ کی خدمت میں ایک مکمل نظام العمل پیش کیا جائے گا۔

موخر الذکر جماعت میں موجودہ شرابیوں کی اولاد شامل ہے یا وہ نوجوان جو بری صحبتوں کی وجہ سے اس گڑھے کے قریب کھنچے جارہے ہیں۔ نوجوانوں کے لئے تو وہی تدابیر کام دیں گی جو اوپر بیان کی گئی ہیں لیکن شرابیوں کی اولاد کے لئے ایک جداگانہ لائحہ عمل مرتب کیا گیا ہے۔

عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ مزدور پیشہ لوگ جب بار تھک کر اپنے کام سے واپس آتے ہیں اور تھوڑی دیر لطف اٹھانے کے لئے شراب خانہ یا سیندھی خانہ کا رخ کرتے ہیں یا عادی شرابی جب شراب یا سیندھی پینے کے لئے جانے لگتے ہیں تو اپنے کم عمر بچوں کو بھی ان کے اصرار پر کبھی اپنی مرضی سے اور کبھی اس مجبوری سے کہ ان کو سنبھالنے والا کوئی اور نہیں ہوتا اپنے ساتھ شراب خانہ یا سیندھی خانہ میں لے جاتے ہیں اور جب خود پینے لگتے ہیں تو تھوڑی ان کو بھی پلادیتے ہیں۔

اس طرح کم عمر بچوں کو سیندھی اور شراب کی عادت پڑتی اور رفتہ رفتہ وہ بچے شرابی بن جاتے ہیں۔ اس لئے کوشش کی جارہی ہے کہ ہر محلہ میں ایک ایسا کھیل کا میدان بنایا جائے جہاں شام کے وقت ان عادی شرابیوں کے بچے اپنا وقت شراب خانہ جانے کے بجائے کھیل کود میں بسر کریں جس سے ان کی صحت بھی اچھی رہے اور وہ اس بری عادت سے بھی محروم رہیں۔ لیکن یہ کام آسان نہیں ہے۔ کھیل کے میدان فراہم کئے جاسکتے ہیں۔ ان میں کھیل کے آلات لگائے جاسکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ ان کم عمر بچوں کو کون ان اڈوں سے لے کر جمع کرے ان کو سمجھائے کہ وہ خود تو تباہ ہو چکے اپنے بچوں کی زندگیاں برباد نہ کریں اگر خود پینا ہی چاہتے ہیں تو جائیں اور پی کر آئیں مگر اپنے بچوں کو کھیل کے میدان میں چھوڑ دیں اور واپس جاتے ہوئے اپنے ساتھ لے جائیں اس کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے۔ جو صرف اللہ کی مخلوق کو ایک بہت بڑی مصیبت سے بچانے کے لئے اپنے اوقات عزیز کا تھوڑا حصہ سیندھی خانوں شراب خانوں کے

روبرو اور ان کھیل کے میدانوں میں بسر کریں۔ ان بچوں کو اس طرح بہلائیں اور کھلائیں کہ یہاں ان کا دل لگ جائے اور وہ چھبر سیندھی خانہ و شراب خانہ کو بجائے اپنے ماں باپ کو بھول جائیں۔ الحمدللہ کہ انجمن کی آواز پر شہر کے اطراف سے سینکڑوں رضاکاروں نے لبیک کہا ہے۔ اس وارڈ کے رضاکاروں کے کپتان مولوی سید افتخار حسین صاحب رضوی ہیں۔ جن کے خلوص اور جوشِ عمل کی ایک اچھی مثال آج کا جلسہ ہے۔

آپ میں سے ہر ایک صاحب انجمن کی کسی نہ کسی طرح مدد کر سکتے ہیں اگر خدانخواستہ اس بری عادت میں مبتلا ہیں تو اس سے پرہیز کر کے اپنی اولاد پر معقول نگرانی رکھ کر کہ وہ کسی بری صحبت کی وجہ سے اس لعنت میں گرفتار نہ ہو جائے اپنے حلقۂ احباب و حلقۂ اثر میں کوشش فرما کر کہ وہ اس بری عادت کو چھوڑیں اور دوسروں سے چھڑائیں۔ اگر فرصت اور جوشِ عمل ہو والنٹیر بن کر اور انجمن کا ہاتھ بٹا کر اگر صاحبِ تمول ہیں تو خود بھی مالی امداد دے کر اور دوسروں سے بھی دلائیں۔ اس طرح وہ سن کی لاٹھی ایک کا بوجھ آسانی سے اٹھ جائے گا۔ اور تھوڑے دنوں میں سارے ملک میں ترکِ مسکرات کے احساس کی ایک عام فضا پیدا ہو جائیگی آپ کے احساس اور جوشِ عمل کو بیدار کرنے کے لئے مجھے اجازت دیجئے کہ یہ بتاؤں کہ خود آپ کا ملک اس بلا میں کس حد تک مبتلا ہے آپ کے ملک کی کل آبادی (۱،۴۴،۳۶،۱۴۸) ہے جس کے منجملہ صرف دار السلطنت میں (۴،۰۶،۹۹۴) نفوس آباد ہیں۔ اور چونکہ یہ حکومت کا مرکز ہے اس لئے یہاں تعلیم یافتگان کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ تہذیب و شائستگی بھی زیادہ ہے۔ مگر باوجود اس کے صرف شہر حیدرآباد میں سنہ ۱۳۴۲ف میں (۲،۵۴،۰۹۳،۹۶۰) سیر سیندھی فروخت ہوئی۔ اب اندازہ کیجئے کہ ان دیہات و قصبات میں اس کا خرچ کیا ہوگا جہاں جاہل اور غیر تعلیم یافتہ دیہاتی بستے ہیں۔ یہ صرف سیندھی کے اعداد تھے دیسی شراب، ولایتی شراب، افیون، گانجہ اور کوکین وغیرہ اس میں شامل نہیں ہیں۔ سرکارِ عالی کو صرف سیندھی اور دیسی شراب سے سالانہ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ سے متجاوز آمدنی وصول ہوتی ہے۔ اور اس اعداد و شمار میں صرفِ خاص مبارک جاگیرات و مقطعہ جات کی سیندھی کی آمدنی شامل نہیں ہے جہاں بن زیادہ اچھی حالت میں رکھے جاتے ہیں کیونکہ آبکاری ان کی آمدنی کا بڑا ذریعہ ہے۔ اور جو تقریباً ایک کروڑ ہوگی۔ اس طرح سالانہ ڈھائی کروڑ روپیہ سیندھی اور دیسی شراب کے ذریعہ سرکارِ عالی اور جاگیرداران و مقطعہ داران کو وصول ہوتے ہیں جو صحیح معنوں میں قیمت خرید ہے۔ صدر متاجر اپنے بن ذیلی متاجروں کو فروخت کرتا ہے۔ ذیلی متاجر شکمی متاجروں سے نفع حاصل کرتے ہیں اور شکمی متاجر رعایا میں فروخت کرتا ہے اور اس طرح ہمارے ہاتھوں میں پہنچتے پہنچتے اس کی قیمت دگنی ہو جاتی ہے گویا حیدرآباد کے مفلس اور نادار ڈیڑھ کروڑ سے کم باشندے جن سے اکثروں کو پیٹ بھر کر سوکھی روٹی بھی میسر نہیں آتی۔ سالانہ زائد از پانچ کروڑ روپیہ سیندھی اور دیسی شراب پر صرف کر رہے ہیں۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ولایتی شراب، افیون، گانجہ اور کوکین وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔ کیا ان اعداد و شمار کی سماعت کے بعد کوئی سمجھ دار آدمی ایسا ہو سکتا ہے۔ جو اپنے سینہ میں دل رکھتا ہو مگر اپنے ملک کی اس زبوں حالی سے متاثر نہ ہو۔

آپ کہیں گے کہ کیا ہماری یہ کوششیں حکومت کے مالیہ پر اثر انداز نہ ہوں گی، اور اگر حکومت کا مالیہ کمزور پڑ جائے تو کیا وہ ہمارا

ہی نقصان نہیں ہو۔ اس کی نسبت مجھے اجازت دیجئے کہ آپکو انگلستان کے مشہور وزیر گلیڈسٹون کا قول سناؤں۔ جو اسی قسم کے اعتراض کے جواب میں کہا گیا تھا کہ "تم اپنے آپکو تندرست رکھو اور حکومت کے مالیہ کا بوجھ مجھ پر چھوڑ دو۔ اس کو درست حالت میں رکھنا میرا فرض ہے نہ کہ تمہارا۔"

دوستو! حکومت کے لئے آمدنی کے ایک نہیں سیکڑوں ذرائع ہیں اس وقت وہ ہماری بیوقوفی سے فائدہ اٹھا رہی ہے ہم پیتے اور پیسہ دے کر پیتے ہیں اس لئے وہ پیسہ وصول کرتی ہے۔ ہماری تندرستی خوش حالی اور فارغ البالی اس کو اپنی آمدنی سے زیادہ عزیز ہے۔ میں آپ کو رائٹ آنریبل سر اکبر حیدری کی طرف سے جن کا "فیننانشیل تدبر" مسلمہ ہے وہی جواب دیتا ہوں جو برطانوی مدبر نے دیا تھا کہ تم اپنے آپ کو تندرست رکھو اور حکومت کے مالیہ کو سر اکبر پر چھوڑ دو اس کو درست حالت میں رکھنا ان کا فرض ہے نہ کہ تمہارا۔ اتنے اہم ذہنی انقلاب سے متعلق ہرگز یہ تصور نہ کیجئے کہ آناً فاناً میں واقع ہو جائے گا۔ ہمیشہ ان کے لئے مدت دراز کی ضرورت پیش آتی ہے ہم آپ تو معمولی چیزیں ہیں خود قدرت اور اس کا ابدی و ازلی پیغام لانے والوں نے اس کو بتدریج انجام دیا۔ اسلام ہی کو لیجئے اس نے جب عرب قوم سے شراب خواری کی بری عادت کو چھڑانا چاہا تو ایک دم یہ حکم نہیں دیا کہ شراب حرام ہے بلکہ نہایت احتیاط کے ساتھ اس میں پہلے تخفیف کرائی اور پھر ترک سب سے پہلا حکم جو شراب کی برائی کو ظاہر کرتا ہے وہ نہایت بلیغ ہے کہ شراب اور جوے میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے ظاہری فائدے بھی ہیں مگر اس کے گناہ اس کے منافع سے کہیں زیادہ بڑے ہیں۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس و اثمھما اکبر من نفعھما۔

اب سب لوگ واقف ہو جاتے ہیں کہ گو شراب میں تھوڑا سرور ہے اور سردی میں تھوڑی حرارت پیدا کرنے کا باعث بھی بنتی ہے بعض بیماریوں کے لئے اس میں فائدہ ہے مگر اس کے ان برائے نام منافع سے اس کے مضرات زیادہ ہیں اور اسی لئے اس کا استعمال بہت بڑا گناہ ہے یہ جاننے کے بعد کہ شراب کا پینا گناہ ہی نہیں بڑا گناہ ہے کیسے ممکن تھا کہ مسلمان اس کے ترک کی کوشش نہ کرتے انھوں نے کی اور یہاں تک کی کہ شراب تقریباً چھوٹ گئی پھر بھی بعض لوگ پی لیا کرتے جو اس اشارے سے صحیح مطلب نہ سمجھ سکتے تھے تو دوسرا حکم نازل ہوا کہ تم حالت سکر میں نماز نہ پڑھا کرو اور نماز دن کے مختلف اوقات میں اس طرح بٹی ہوئی تھی اور اس کا پڑھنا اس قدر شدت کے ساتھ لازمی قرار دیا گیا تھا کہ ایک شرابی بجز اس کے کہ نماز عشاء کے بعد رات کو سونے سے قبل شراب پیئے اپنے لئے کوئی اور وقت نہ پاتا تھا۔ اس حکم نے ایک طرف لوگوں کے ذہن میں یہ بات پیدا کی کہ شراب ایسی بری چیز ہے کہ ہم اس کو پی کر نماز جیسی عبادت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس کے پینے کے مواقع کم ہو گئے۔ لوگوں کے دلوں میں قرآن اور فیض صحبت رسول خدا کی وجہ سے دینداری اور پرہیزگاری نے گھر کر لیا تھا۔ اس لئے یہ اشارہ سمجھدار لوگوں کے لئے کافی ہو گیا۔ اور وہ ترک کی طرف مائل ہونے لگے۔ اب وقت آگیا تھا اس لئے صاف حرمت بیان کر دی گئی اور کہہ دیا گیا کہ "اے ایمان والو شراب جوا .... ناپاک اور شیطانی کام ہیں ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان بھی تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ تم میں عداوت اور نفرت ڈال دے اور تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو کیا تم ذکر الٰہی اور نماز سے

رک جاؤ گے"۔

اس حکم کے لئے مسلمان اس قدر تیار ہو چکے تھے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مدینہ کی گلیوں میں شراب کی نہریں بہنے لگیں لوگوں نے وہ پرانے پرانے خم جو برسوں سے زمین میں گاڑ کر رکھتے تھے کہ شراب پرانی اور زیادہ پرجوش ہو جائے باہر نکال کر توڑ دیئے"۔ اسی طرح دوستو! انجمن ترک مسکرات نے بھی اپنا پیام دنیا کے سامنے بتدریج پیش کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس کی امداد و اعانت جیسا کہ پہلے کہہ چکا تم پر لازمی ہے۔ مجھے امید ہے کہ میری یہ اپیل آپ کی توجہات کو ضرور اس طرف منعطف کرے گی۔ فقط

منقول رسالہ ترک مسکرات حیدرآباد
جلد (۱) نمبر (۳) جدول ۷ سنہ ۱۹۳۷ء